عالمی فتنۂ تکفیر سے متعلق

شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

مؤلفہ

دوست محمد شاہد

Nusrat Djahan Moskeen
Eriksminde Allé 2
2650 Hvidovre
København

Nasir Moskeen
Tolvskillingsgatan 1
S 414 82 Göteborg

Noor Moskeen
Frognerveien 53
Oslo 2

شائع کردہ :-

احمدیہ مسلم مشن ڈنمارک

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

اَعُوذُ بِااللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَجِیْم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیْم

برادرانِ اسلام! ہمارے سید، ہمارے ہادی، نبی اُمّی صادق ومصدوق حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں جس کا ایک واضح ثبوت یہ بھی ہے کہ آپؐ کی پیشگوئیاں ہر زمانہ میں کمال شان سے پوری ہوتی آرہی ہیں۔ بالخصوص عہدِ حاضر میں جبکہ ملّتِ اسلامیہ عالمی فتنۂ تکفیر کی چیرہ دستیوں کا شکار ہے۔ ایسی ایسی خبریں آنحضورؐ نے چودہ صدیاں قبل دی ہیں کہ انسان حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ چند احادیثِ نبوی ملاحظہ ہوں۔

پہلی حدیث

حضرت معاذؓ بن جبل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار سُن لو بادشاہ اور کتاب اللہ دونوں جُدا جُدا ہو جائیں گے۔ تم لوگ کتاب اللہ کو نہ چھوڑنا۔ خبردار آگاہ رہو تم پر ایسے حکمران آئیں گے اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم گمراہ ہو جاؤ گے اور اگر تم نے ان کی نافرمانی کی تو قتل کر دیئے جاؤ گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسے وقت میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ فرمایا:۔ اس زمانہ میں جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے صحابہ نے کیا۔ انہیں سولی پر چڑھایا گیا اور آروں سے انہیں چیرا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مرنا خدا کی معصیت

میں جینے سے بہتر ہے۔

(الخصائص الکبری اردو۔ جلد دوم ص۳۳۴-۳۳۵ از حضرت علامہ جلال الدین سیوطی۔
ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی۔ ایم۔ اے جناح روڈ کراچی)

دوسری حدیث

" سیکونُ بعدی ناسٌ من اُمتی یسد اللّٰہُ بھمُ الثغور، یؤخذُ منھُمُ الحقوقُ ولا یعطون حقوقھم، اُولئك منی و انا منھم" (ابن عبد البر فی الصحابة - عن زید العقیلی)

بحوالہ کنز العمال جلد ۱۲ ص ۱۸۲ مطبوعہ حلب

فرمایا۔ عنقریب میری امت میں بعض ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سرحدیں مضبوط کرے گا۔ ان سے حقوق لئے تو جائیں گے مگر انہیں ان کے حقوق سے یکسر محروم کر دیا جائے گا۔ یہ میرے ہیں اور میں اُن کا ہوں۔

تیسری حدیث

" اِسْمَعُوا، هَلْ سَمِعْتُمْ اَنَّهُ سَيَكُوْنُ بَعْدِیْ اُمَرَاءُ فَمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَ اَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّیْ وَ لَسْتُ مِنْهُ، وَ لَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَيَّ الْحَوْضَ، وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ وَ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ فَهُوَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْهُ وَ هُوَ وَارِدٌ عَلَيَّ الْحَوْضَ " (ترمذی کتاب الفتن)

فرمایا:۔ سنو میرے بعد ایسے حاکم ہوں گے جو اُن سے ربط وضبط رکھے گا اور اُن کے جھوٹ کی تائید اور اُن کے ظلم کی مدد کرے گا میرے ساتھ اُن کا کوئی تعلق نہ رہے گا

نہ وہ میرے حوضِ کوثر کے قریب پھٹک سکیں گے اور جو اُن سے علیحدہ رہے گا۔ نہ ان حاکموں کے ظلم میں اُن کی مدد کرے گا نہ اُن کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا وہ مجھ سے ہے میں اُس سے ہوں اور وہی حوضِ کوثر میں وارد ہونے والا ہے۔

چوتھی حدیث

" سَتَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ مَا لَمْ تَسْمَعُوْا۔"

"کہ آخری زمانہ میں دجّال اور جھوٹے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو تم مسلمانوں کے سامنے ایسی باتیں پیش کریں گے کہ جو تم نے سُنی نہ ہوں گی۔"

اس حدیث کی شرح میں علامہ محمد طاہر گجراتی اپنی مشہور کتاب (مجمع بحار الانوار) میں لفظ دجل کے ماتحت لکھتے ہیں:-

اَيْ جَمَاعَةٌ مُزَوِّرُوْنَ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ عُلَمَاءُ وَ مَشَائِخُ نَدْعُوْكُمْ اِلَى الدِّيْنِ وَ هُمْ كَاذِبُوْنَ فِيْهِ وَ يَتَحَدَّثُوْنَ بِاَكَاذِيْبَ وَ يَبْتَدِعُوْنَ اَحْكَامًا بَاطِلَةً وَ اِعْتِقَادَاتٍ فَاسِدَةً فَاِيَّاكُمْ وَ اِيَّاهُمْ اَيْ اِحْذَرُوْهُمْ۔

اس حدیث میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن کا پیشہ ہی یہ ہو کہ وہ جھوٹی باتیں بنائیں۔ وہ کہیں گے کہ ہم علماء اور مشائخ ہیں۔ ہم تمہیں دین کی طرف دعوت دیتے ہیں حالانکہ وہ اس امر میں جھوٹ بول رہے ہوں گے، وہ جھوٹی باتیں بیان کریں گے اور باطل احکام گھڑیں گے اور فاسد عقائد پیش کریں گے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمانو!! ان سے بچ کر رہنا۔

قارئینِ عظام اگر غور سے یہ حدیث مطالعہ فرمائیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ پاکستان اسمبلی کی قرار داد ۷، دسمبر ۱۹۷۴ء کے نتیجہ میں آجکل جماعتِ احمدیہ کے خلاف ایک سازش کے

تحت جو ایک عالمی فتنۂ تکفیر اُٹھ رہا ہے اور سرکاری اور غیر سرکاری علماء و مشائخ دنیا بھر میں طوفانِ مخالفت برپا کرکے مسلمانانِ عالم میں انتشار پھیلا رہے ہیں، اس کا پورا نقشہ مخبرِ صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھینچ کے رکھ دیا تھا اور اُن کے پشت پناہ ظالم اور سفّاک حکمرانوں کی خلافِ انسانیت اور خلافِ اسلام حرکات کا پردہ بھی چاک کرڈالا۔ اس سلسلہ میں ملّاؤں نے پاکستان سے لے کر یورپ تک احمدیت کے خلاف افترا پردازیوں اور کذب طرازیوں کی جو ناپاک مہم چلا رکھی ہے اس کے بہت خوفناک اثرات خصوصاً پاکستان میں رونما ہو رہے ہیں۔ نئی مسلمان نسل اسلام بلکہ مذہب سے بھی بیزار ہو چلی ہے۔ عیسائی پادریوں کی سرگرمیاں غیر معمولی طور پر بڑھ گئی ہیں اور ہر طرف ارتداد کا سیلاب زوروں میں ہے۔ مملکتِ خداداد پاکستان ان دنوں کس طرح پادریوں کی شکارگاہ بنی ہوئی ہے اُس کا کسی قدر اندازہ کراچی کے مشہور ہفت روزہ تکبیر (۲۵- ۳۱ جنوری ۱۹۸۵ء) کے مندرجہ ذیل چونکا دینے والے انکشافات سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ لکھا ہے:۔

"۱۹۴۷ء میں قیامِ پاکستان کے وقت مسیحی آبادی ۸۰ ہزار تھی جو ۱۹۵۱ء میں پاکستان کی پہلی مردم شماری کے وقت چار لاکھ ۴۳ ہزار ہو گئی جبکہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق ان کی آبادی تیرہ لاکھ دس ہزار ۴۲۶ ہے۔ اس طرح ۳۴ سال میں مسیحی آبادی میں ۲۰۲٪ کے قریب اضافہ ہوا جبکہ اس دوران میں مسلم آبادی میں اضافہ کی شرح ۱۴۹٪ سے بھی کم رہی ہے۔ مسیحی آبادی میں اضافہ کی یہ شرح مسلم اکثریت کے لئے باعثِ تشویش ہے مگر اس سے بھی بڑھ کر تشویشناک حقیقت وہ ہے جس کا اظہار درجِ ذیل اعداد و شمار کر رہے ہیں۔

۱۹۵۱ء سے ۱۹۶۱ء کے عشرہ کے دوران مسیحی آبادی میں مختلف صوبوں میں جس شرح سے اضافہ ہوا اس کی تفصیل یہ ہے۔ سندھ ۱۰۸٪، پنجاب ۳۰٪ سرحد ۱۱۰٪، بلوچستان ۱۰۸٪، اسلام آباد/ وفاق کے زیرِ انتظام علاقہ ۶۳٪۔ اسی عشرہ میں سندھ اور پنجاب کے بھارت سے ملحقہ پاکستانی اضلاع میں مسیحی

آبادی کی شرح ۱۲۱٪ سے بڑھ کر ۹۵۰٪ تک پہنچ گئی۔ صرف راجستھان سرحد پر واقع پاکستانی اضلاع میں تناسب اس طرح رہا۔ بہاولپور ۵۳۴٪، رحیم یار خان ۶۳۲٪، سکھر ۶۳۳٪، تھرپارکر ۶۴۳٪، حیدر آباد ۷۶۵٪، اور ٹھٹھہ ۹۵۰٪۔

سرحدی اضلاع میں مسیحی آبادی میں اضافہ محض اتفاقی امر نہیں ہے بلکہ اس کی پشت پر گہری سوچ اور پاکستان کے خلاف عالمی سطح پر انتہائی مذموم سازش کارفرما ہے جس کا ثبوت ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران سرحدی علاقہ میں افراتفری، بے چینی، جاسوسی اور دشمن کی رہنمائی کے واقعات سے مل جاتا ہے۔

پاکستان میں عیسائیت کے پرچار کے لئے جدید طریقے اپنائے جا رہے ہیں۔ چاروں صوبوں کے مرکزی شہروں میں بائبل خط و کتابت اسکول قائم کئے گئے ہیں جن کے ذریعے بائبل کے اسباق اور دوسرا لٹریچر عوام کے گھروں تک پہنچایا جا رہا ہے۔ ان اسکولوں کے بیشتر اخراجات کی کفالت غیر ملکی ذرائع یا پاکستان میں موجود غیر ملکی فرمیں اور کمپنیاں کر رہی ہیں۔ سابقہ حکومت نے نیشنلائزیشن کی اندھا دھند پالیسی کے تحت بعض مشنری تعلیمی ادارے بھی سرکاری تحویل میں لے لئے تھے مگر موجودہ دور میں وہ تمام ادارے مشنریوں کو واپس دیئے جا چکے ہیں۔ انگریز کا ذہنی غلام نوکر شاہی طبقہ اردو کو قومی زبان بنانے کے وعدوں کی راہ میں حائل ہے اور پاکستان کے "مسلمان" بھی انگریزی طرزِ تعلیم کے اداروں ہی کے ذریعے اپنے بچوں کے قلب و ذہن روشن کرنا چاہتے ہیں اور بڑی بڑی سفارشات کے ذریعے اپنے بچوں کو جن "معیاری" اسکولوں میں داخل کر رہے ہیں وہ سارے کے سارے عیسائی مشنریوں کے مقاصد کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں۔

پاکستان کے قریب جزیرہ سیشلز میں ایک طاقتور ریڈیو ٹرانسمیٹر نصب کر دیا گیا ہے جہاں سے روزانہ پانچ گھنٹے تک اردو، انگریزی، پنجابی، پشتو اور

فارسی میں مسیحی تعلیمات نشر کی جا رہی ہیں۔ ریڈیو کی یہ نشریات پاکستانی سامعین کو بائبل کے کورس پڑھنے کی ترغیب دلا رہی ہیں اور یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ کن کن موضوعات کے اسباق کون کون سے سکولوں میں دستیاب ہیں۔ بسوں اور ریل گاڑیوں میں مسیحی لٹریچر کی تقسیم اور تبلیغ سے پاکستان کے عام شہری بخوبی آگاہ ہیں گشتی مشنری ان دنوں ایک روپے میں پمفلٹوں، رسالوں اور کتابچوں کا ایک پورا سیٹ مسافروں کو فروخت کر دیتے ہیں جن سے تبلیغ و اشاعت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی جیبوں سے رقم بھی نکلوائی جا رہی ہے جو بعد میں ان کے عقائد کو باطل کے حوالے کرنے کے لئے خرچ کی جاتی ہے۔"

الغرض حکومتِ پاکستان اور اس کے سرکاری اور غیر سرکاری زر خرید علمائے پاکستان نے اسلام کے دشمن عیسائی پادریوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے تاکہ وہ پوری قوت صرف کر کے جلد سے جلد مملکتِ خداداد پاکستان کو مسیحی اسٹیٹ میں تبدیل کر کے امریکی پادری جان ہنری بیروز کا یہ خواب پورا کر دیں کہ

"قاہرہ، دمشق اور تہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے۔ حتیٰ کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کو چیرتی ہوئی وہاں بھی پہنچے گی۔ اُس وقت خداوند یسوع اپنے شاگردوں کے ذریعہ مکہ کے شہر اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگا۔"

بیروز لیکچرز صـ ۴۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے فدائی اور شیدائی یہ صورتِ حال دیکھ کر آخر اس نتیجہ پر

پہنچ رہے ہیں کہ پاکستان بلکہ پوری دنیائے اسلام کو تباہی کے کنارے تک پہنچانے کی ساری ذمہ داری ملاؤں پر ہے۔

مولوی اب طالبِ دنیائے جیفہ ہو گئے؛ وارثِ علمِ پیمبر کا پتہ لگتا نہیں۔
(اہلِ حدیث ۳۱ رمئی ۱۹۱۲ء)

یہ حقیقت جو آج کھل کر زبانوں پر آرہی ہے دراصل مدتوں قبل خود مسلمان لیڈر اور صحافی بیان کر چکے ہیں۔ مولانا ظفر علی خان کے اخبار "زمیندار" (۱۴ر جون ۱۹۲۵ء) نے لکھا۔

"ہم مسلمانوں کی اصل تباہی کا ذمہ دار ان قل آعوذی ملاؤں کو سمجھتے ہیں جنہوں نے ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ...... اپنی کفر دوستی کا ثبوت دیا ہے۔"

اسی طرح زمیندار (۱۸ر جون ۱۹۱۵ء) نے اعتراف کیا کہ :۔

"کہتے ہیں کہ قربِ قیامت میں ایک جانور دابۃ الارض کا ظہور ہوگا جو لوگوں کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر کافروں کو مسلمانوں سے علیحدہ کرے گا۔ کافر گران لاہور و بریلی ایسے جانوروں کا ظہور ہو رہا ہے۔ آیا ان مقدس چوپاؤں کو قیامت کا ڈھنڈورچی تسلیم کر لیا جائے۔"

پھر ۱۴ر اگست کی اشاعت میں لکھا :۔

"جب فضائے آسمانی میں کسی قوم کی دھجیاں اُڑنے کے دن آتے ہیں تو ان کے اعیان و اکابر سے نیکی کی توفیق چھین لی جاتی اور اس کے صاحبِ اثر و نفوذ افراد کی بد اعمالیوں کو اس کی تباہی کا کام سونپ دیا جاتا ہے اور یہ خود اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ مسلمانانِ ہند کی شامتِ اعمال نے مدتہائے مدید سے جھوٹے پیروں اور جاہل مولویوں اور ریاکار زاہدوں کی صورت اختیار کر رکھی ہے جنہیں نہ خدا کا خوف ہے نہ رسول کا پاس نہ شرع کی شرح نہ عرف کا لحاظ۔ یہ ذی اثر طبقہ و با اقتدار طبقہ جس نے اپنے دامِ تزویر میں لاکھوں انسانوں کو پھنسا رکھا ہے اسلام کے نام پر ایسی ایسی گھناؤنی حرکتوں کا مرتکب ہوتا ہے کہ

ابلیس لعین کی پیشانی بھی عرقِ انفعال سے تر ہو جاتی ہے اور اب کچھ دنوں سے اس گروہ اشرار کی مشرکانہ سیاہ کاریاں اور فاسقانہ سرگرمیاں اس درجہ بڑھ گئی ہیں کہ اگر خدائے تعالیٰ کی غیرت ساری اسلامی آبادی کا تختہ ان کے جرائم کی پاداش میں الٹ دے تو وہ جنہیں کچھ بھی بصیرت سے حصہ ملا ہے ذرا تعجب نہ کریں۔"

اخبار "اہلحدیث" (۲۳ر اپریل ۱۹۲۶ء) رقمطراز ہے :-

" ان کٹھ ملانوں کی کرتوت ہے جو محض کافرگری کو اپنا ذریعہ معاش قرار دے چکے ہیں۔ ان کی سیاہ تبلیغوں کی وجہ سے اسلام کی باریکیوں کو سمجھنے کا مادہ تو ان میں بالکل ہے ہی نہیں۔ حق بات سمجھنے کا راستہ ان پر مسدود ہے۔ جس فرقہ کے ساتھ چاہے اوندھا سیدھا فتویٰ دھر گھسیٹا۔ ایسے لوگ کیا جانیں۔ ان کو اپنے حلوے مانڈے سے کام۔"

اخبار "ہمت" (۲۴ر اگست ۱۹۲۹ء) نے واضح کیا :-

" افسوس کے ساتھ عرض کروں گا کہ علماء تو موجود ہیں مگر عمل رخصت ہے۔ اب جس قدر وعظوں، جلسوں اور تقریروں کی کثرت ہوتی جاتی ہے مسلمانوں کو مذہب سے بُعد ہوتا جاتا ہے۔"

افسوس اس نوع کے اسلام دشمن کٹھ ملاؤں[1] کا ایک طبقہ مسلم اور غیر مسلم حکومتوں کی سرپرستی میں پاکستان کے اندر ہی نہیں پاکستان کے باہر بالخصوص یورپ میں بھی سرگرم عمل ہے۔ ناروے میں بھی ان کا اڈہ ہے جہاں ان کافرگروں نے احمدیت کے خلاف مفتریانہ پراپیگنڈہ

---

[1] تذکرہ علماء اہلسنت وجماعت لاہور (مرتبہ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم۔اے) کے صفحہ ۳۹۵ پر ملاؤں کے بعض مخصوص نام گنوائے ہیں جن کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ نام یہ ہیں۔ مولوی بھیجی۔ مولوی کلہاڑا۔ مولوی چھرا۔ مولوی روح کھچ۔ مولوی ملک الموت۔ مولوی مرغ و ماہی (یہ کتاب مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور نے شائع کی ہے)۔

کرنے اور حقیقی اسلام کو بدنام کرکے غیر مسلموں کے ہاتھوں کو مضبوط کرنے کے لئے رسالہ "ترجمانِ اسلام" بھی جاری کر رکھا ہے جس کا مطمح نظر مسلمانوں کی تکفیر کے سوا کچھ نہیں۔
بقول ڈاکٹر اقبال ؎

دینِ مومن فی سبیل اللہ جہاد ؛ دینِ مُلّا فی سبیل اللہ فساد

ناروے کے ان نام نہاد ملّاؤں کا شور و غوغا بھی صداقت دلیل کا چمکتا ہوا ثبوت ہے۔ وجہ یہ کہ مقدّر تھا کہ مسیح موعود و مہدی موعود کی مخالفت خود علمائے وقت کریں۔ چنانچہ دنیائے اسلام کے ممتاز اور بلند پایہ صوفی اور مفسّر حضرت شیخ محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ نے پیشگوئی فرمائی :-

"و اذا خرج هذا الامام المهدیّ فلیس له عدوّ مبین الّا الفقهاء خاصة فانه لا تبقی لهم ریاسة ولا تمیز عن العامّة"

(فتوحات مکیہ جلد ۳ باب ۳۶۶ صفحہ ۳۳۶ مطبوعہ مصر ۱۲۷۲ھ)

یعنی :- جب یہ امام مہدی آئیں گے تو ان کے سب سے زیادہ دشمن اور مخالف و معاندِ شدید اُس زمانہ کے علماء اور فقہاء ہوں گے کیونکہ مہدی موعود کی بعثت کے بعد اُن کی عوام پر برتری اور ان کا امتیاز باقی نہ رہے گا۔
قطب الاقطاب حضرت شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۹۷۱ھ/ ۱۵۶۵ء وفات ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء) نے فرمایا :-

"نزدیک است کہ علمائے ظواہر مجتہداتِ او را علیٰ نبیّنا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام از کمال دقّت و غموض مأخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنّت دانند۔"

(مکتوبات امام ربّانی جلد ۲ مکتوب ۵۵ صفحہ ۱۰۱)

علمائے ظواہر حضرت عیسیٰ علیٰ نبیّنا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے مجتہدات سے ان کے مأخذ کے کمال دقیق اور پوشیدہ ہونے کے باعث انکار کر جائیں گے اور ان کو کتاب و سنّت کے

مخالف جائیں گے۔

جناب نوّاب صدّیق حسن خان صاحب (ولادت ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۵ء وفات ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء) نے لکھا:

"چوں مہدی علیہ السلام مقاتلہ براحیائے سُنّت و اماتتِ بدعت فرماید علمائے وقت کہ خوگرِ تقلیدِ فقہاء و اقتدائے مشائخ و آبائے خود باشند۔ گویند ایں مردِ خانہ بر اندازِ دین و ملّتِ ماست و بمخالفت برخیزند بحسبِ عادتِ خود حکم بتکفیر و تذلیل وے کنند۔" (حجج الکرامہ ص۳۶۳ مطبوعہ ۱۲۹۱ھ)

ترجمہ:۔ جب امام مہدی علیہ السلام سُنّتِ رسول کو جاری کرنے اور بدعت کو مٹانے کی جنگ میں مصروف ہوں گے علمائے زمانہ جو اپنے فقہاء کی تقلید اور اپنے مشائخ کی اقتداء کے خوگر ہیں کہیں گے کہ یہ شخص تو ہمارے دین و ملّت کے طریق کے برخلاف ہے۔ اس لئے اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائیں گے اور اپنی سابقہ عادت کے موافق ان کو کافر اور گمراہ قرار دینے لگیں گے۔

رسالہ "ترجمانِ اسلام" (ناروے) مئی ۱۹۸۵ء کا شمارہ اس وقت ہمارے سامنے ہے جو ملّاؤں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امّت کے اولیاء کی مندرجہ بالا پیشگوئیوں کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔

اس رسالہ میں "علماء و مشائخ" نے حق و صداقت کے اسلامی شعار کا خون کرنے میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی ہے۔ اور کفر و افترا کے پہلے سب ریکارڈ مات کر دئیے ہیں اور شرافت و انسانیت کا جنازہ نکال دیا ہے۔ لفظ لفظ میں شرارت اور بغض کے شرارے بھرے ہوئے ہیں۔ اور جھوٹوں کا تو کچھ شمار نہیں۔ "گوہر افشانیوں" کے چند نمونے ہی اندازہ کرنے کے لئے کافی ہوں گے۔

۱۔ سیدنا حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ کو ایک "فتنہ" قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ تحریک احمدیت، اسلام اور مسلمانان کی خادم جماعت ہے اور اس کی اسلامی خدمات کا اعتراف برصغیر پاک و ہند کے اکابرِ ملّت کو ہمیشہ رہا ہے۔ مثلاً مولوی نور محمد صاحب نقشبندی چشتی مالک اصح المطابع دہلی تحریر فرماتے ہیں:۔

"ولایت کے انگریزوں نے روپے کی بہت بڑی مدد کی اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا..... تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے اور پادری اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو چکا ہے اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں..... اس ترکیب سے اس نے نصرانیوں کو اتنا تنگ کیا کہ اس کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دیدی"۔

(دیباچہ صفحہ ۳۰ برترجمہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)

چوہدری افضل حق صاحب مفکرِ احرار نے تسلیم کیا کہ :۔

"آریہ سماج کے معرضِ وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسدِ بے جان تھا جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی.... مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی۔ ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اُٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا...... اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے بلکہ دُنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے"۔

("فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں" طبع دوم صفحہ ۲۴)

مشہور صحافی اور مؤرخ مولانا عبدالحلیم شرر مرحوم نے اپنے رسالہ "دلگداز" (ماہ جون ۱۹۲۶ء) میں کھلے بندوں اعتراف کیا کہ :۔

"بہائیت اسلام کے مٹانے کو آئی ہے اور احمدیت اسلام کو قوّت دینے کے لئے اور اسی کی برکت ہے کہ باوجود چند اختلافات کے احمدی فرقہ اسلام کی سچّی اور پُر جوش خدمت ادا کرتے ہیں دوسرے مسلمان نہیں کرتے"۔

۲۔ رسالہ میں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کو بڑے بڑے القاب دئیے گئے ہیں۔ مثلاً موسیٰ، خاندانِ

نبوت کے چشم و چراغ، عظیم عارف و عالم، قطبِ دوراں، مجدّدِ دین و ملّت وغیرہ۔ اپنے پیر و مرشد صاحب کو خود ساختہ اور جعلی نام دینے پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ بتایا گیا ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کے خلاف کامیاب قلمی ولسانی جہاد کیا اور آپ کی تصانیف بے نظیر شاہکار ہیں۔ یہ سب کچھ "حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی" کی سوانح حیات "مہرِ منیر" سے اخذ کیا گیا ہے جو "مولانا فیض احمد صاحب فیض جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف" کے قلم سے نکلی ہے۔ حیرت ہے رسالہ "ترجمانِ اسلام" کے ایڈیٹر کو اس کتاب کے صفحہ ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ کیوں نظر نہیں آئے جس میں سوانح نگار نے بتایا ہے کہ کس طرح حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے عربی تفسیر سورۃ فاتحہ لکھنے کا چیلنج دیا۔ (حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی چھپی ہوئی تفسیر "اعجاز المسیح" عرب و عجم میں کئی بار چھپ چکی ہے) لیکن پیر صاحب کو میدانِ مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ سوانح نگار لکھتا ہے :۔

"حضرت بابوجی قبلہ مدظلہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت دیوان سید محمد پاک پتن شریف کے اصرار پر حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہٗ نے قرآن مجید کی تفسیر لکھنے کا ارادہ فرمایا۔ لیکن پھر یہ کہہ کر دیوان صاحب سے معذرت خواہ ہوئے کہ میرے خیالِ تفسیر نویسی پر میرے قلب پر معانی و مضامین کی اس قدر بارش شروع ہوگئی ہے جسے ضبطِ تحریر میں لانے کے لئے ایک عمر درکار ہوگی۔ اور کوئی اَور کام نہ ہو سکے گا۔"

(مہرِ منیر صـ ۲۴۵)

سُبحان اللہ! اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی کو چھپانے کا خوب بہانہ تجویز فرمایا ہے۔

۳۔ رسالہ "ترجمانِ اسلام" کی خاص طور پر پبلسٹی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ دیارِ فرنگ میں "اشاعتِ دین" اور "احیائے اسلام" اس کے دم قدم سے ہو رہی ہے۔ سو محض دروغ بے فروغ ہے۔ جو لوگ دن رات شغلِ تکفیر میں محو ہوں اور ایک کروڑ مسلمانوں کی تکفیر کے سوا ان کے پاس کوئی مشغلہ نہ ہو وہ اگر "تبلیغِ اسلام" کا ڈھنڈورہ پیٹیں تو اس سے بڑا فراڈ اَور کوئی نہیں ہو سکتا۔ جن لوگوں کے عقائد عیسائیوں ہی سے ماخوذ ہوں اور وہ انہی کی طرح یسوع مسیح کی آسمانی زندگی اور خالقِ طیور اور عالمِ غیب ہونے کے قائل ہیں وہ بھلا کس اسلام کی تبلیغ کر سکتے ہیں۔ تبلیغِ اسلام اور دعوت الی اللہ تو

حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ، حضرت داتا گنج بخش، حضرت نظام الدین اولیاءؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ اور حضرت فرید الدین شکر گنج جیسے اہل اللہ اور صوفیا کر سکتے ہیں جو اسلام کا چلتا پھرتا نمونہ تھے مگر پیشہ ور ملاؤں اور اُن کے سرپرست نام نہاد "مسلمان" حکمرانوں کا عملی نمونہ تو ایسا گھناؤنا اور مکروہ ہے کہ کفر بھی مارے شرم کے اپنا منہ چھپا لیتا ہے اور شیطان کی پیشانی بھی عرقِ انفعال سے تر ہو جاتی ہے۔

پاکستان کے سابق وزیرِ قانون مسٹر اے کے۔ بروہی نے ٹھیک ہی تو کہا تھا کہ:-

"درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ دنیا ہماری بد اعمالیوں کو دیکھ کر اسلام کے بارے میں رائے قائم کرتی ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر آج ہم اسلام سے علیحدگی کا اعلان کر دیں تو یورپ کا بڑا حصہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو سکتا ہے۔ جب وہ اُن لوگوں کو دیکھتے ہیں جن پر "اسلامی ممالک" کا لیبل لگا ہوا ہے تو اُن کے قدم اسلام کی طرف بڑھنے سے رُک جاتے ہیں۔ اشاعتِ اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہم خود ہیں .... اسلام اور اسلامی کلچر کا جتنا مذاق ہم نے اُڑایا ہے شاید اتنا کسی اَور نے نہیں اڑایا ...... جس قوم کی ابتدا طاؤس و رباب سے ہو اُس کی انتہا کیا ہو گی؟" (ملاقاتیں۔ از الطاف حسن، صفحہ ۵۰-۵۱)

(بحوالہ اسلام اور عصرِ رواں صفحہ ۱۷۶-۱۷۷ از ڈاکٹر غلام جیلانی برق)

۴۔ کہتے ہیں اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ رسالہ "ترجمانِ اسلام" میں ایک نام نہاد "خطیبِ ملت و امام اہلسنت" نے اس ضرب المثل کے مطابق تضحیک و توہین انبیاء کا الزام احمدیوں کے سر تھوپنے کی ناکام کوشش بھی فرمائی ہے۔

اس حرکت کے نتیجہ میں ہم ذیل میں ان فتنہ پرور علماء کے ان شرمناک بہتانات کی طرف اشارہ کرنے پر مجبور ہیں جو خدا کے مقدس انبیاء پر باندھے گئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:-

- [illegible]
- حضرت آدمؑ نے شرک کیا اور ابلیس کے کہنے پر عبد الحارث کا مشرکانہ نام رکھا۔
(جلالین، معالم التنزیل۔ تفسیر قادری موسومہ بہ تفسیر حسینی)

- حضرت یوسفؑ نے شہوتِ بے اختیاری کے سبب زلیخا سے مخالطت کا ارادہ کیا۔

(جامع البیان۔ جلالین)

- حضرت داؤدؑ کی ۹۹ بیویاں تھیں۔ انھوں نے ایک اَور شخص سے جس بچارے کے پاس صرف ایک بیوی تھی، اُس کی بیوی بھی نکاح کر کے ہتھیا لی۔ (جلالین مع کمالین)
- حضرت سلیماںؑ سے خدا ناراض ہوا کیونکہ وہ ایک عورت پر عاشق ہو گئے اور اپنی بیوی بنالیا۔

(تفسیر معالم التنزیل۔ تفسیر محمدی، جامع البیان)

- حضرت ادریسؑ جھوٹ بول کر جنّت میں داخل ہو گئے۔ (معالم التنزیل و تفسیر محمدی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاکوں کے سردار اور نبیوں کے شہنشاہ ہیں مگر علماء نے اپنے معتقدات میں آنحضورؐ کی ذاتِ اقدس پر بھی ایسے اخلاق سوز بہتان تراشے ہیں کہ خون کھول اُٹھتا ہے۔ اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اُن کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ نجم کے نزول کے دوران معاذ اللہ شیطانی الہام ہوا (جلالین) اور حضرت زینب (اپنی پھوپھی زاد بہن) کو دیکھ کر عاشق ہو گئے اور دعا کی سبحان اللہ یا مقلب القلوب۔ (تفسیر بیضاوی و جلالین)

قارئین یہ معلوم کر کے حیران ہوں گے کہ ضیاء حکومت نے ۱۹۸۳ء میں نیشنل سیرت کانفرنس اسلام آباد میں منعقد کرائی اور ایک انگریز مارٹن لنگز (Martin Lings) کو اوّل انعام کا مستحق قرار دیتے ہوئے جس مقالہ پر پانچ ہزار پاؤنڈ پیش کئے اس میں خاص طور پر زینب سے معاشقہ کی جھوٹی کہانی بیان کی گئی تھی۔ یہ مقالہ سہیل اکیڈیمی لاہور نے زیرِ عنوان

Muhammad, his life based on the earliest sources شائع کیا۔

پاکستان کے فاضل ادیب اور اہلِ قلم نے پریس میں اس پر زبردست احتجاج کیا ہے۔ ہر عاشقِ مصطفٰے خون کے آنسو بہا رہا ہے، دل و جگر پاش پاش ہو گئے ہیں اور جسم لرز رہے ہیں مگر نقار خانے میں طوطی کی بھلا کون سنتا ہے۔ جماعت احمدیہ قریباً ۱۰۰ سال سے ان مفتریات و خرافات کو شر انگیز، شرمناک اور بہتانِ عظیم سمجھتی ہے اور ایسے معتقدات کے خلاف جہاد کر رہی ہے مگر پیشہ ور ملّا اس جرم میں اسے مرتد اور غیر مسلم اور گردن زدنی کہتے ہیں۔ ؎

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں ٭ کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانہ میں

۵ ۔ اس رسالہ میں یہ شرمناک جھوٹ بھی بولا گیا ہے کہ پاکستان اسمبلی نے تو بہت دیر بعد محاسبہ کرکے "خارج از ملت" قرار دیا "حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں سے الگ ہونے کا اعلان سب سے پہلے قادیانیوں نے کیا" (ص۹)

ہم نے "خطیب ملت ناروے" کے اصل الفاظ بلاکم و کاست نقل کر دیئے ہیں اور اُن کے نیچے خط بھی کھینچ دیا ہے۔ اب معزز قارئین کی خدمت میں دردمندانہ دل سے اپیل ہے کہ وہ اصل تاریخی حقائق پر غور فرمائیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ۱۸۸۲ء سے لے کر ۱۸۸۴ء تک اپنی شہرۂ آفاق تصنیف شائع فرمائی جسے محمد حسین بٹالوی نے دفاعِ اسلام میں بے نظیر شاہکار قرار دیا۔ مولوی صاحب موصوف ملک کے چوٹی کے اہلحدیث عالم تھے اور رسالہ "اشاعۃ السنہ" کے ایڈیٹر تھے۔ انہوں نے اس عظیم کتاب پر قریباً دو سو صفحات پر مشتمل تبصرہ شائع کیا جو ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے :۔

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً۔ اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔

ہمارے اِن الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفینِ اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو"

تبصرہ کے آخر میں تحریر کیا کہ :۔

"بحکم ھل جزاء الاحسان اِلّا الاحسان" کافہ اہل اسلام پر (اہلحدیث ہوں خواہ حنفی شیعہ ہوں خواہ سُنّی وغیرہ) اس کتاب کی نصرت اور اس کی مصارفِ طبع

کی اعانت واجب ہے۔ مؤلف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدّی کی ہے۔ اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کر دی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اس کی صداقت دلائل عقلیہ قرآنیہ و معجزات نبوت محمدیہ سے (جس سے وہ اپنے الہامات و خوارق مراد رکھتے ہیں) بچشم خود ملاحظہ کر لے ۔"

(رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ہفتم نمبر ۶ صفحہ ۱۶۹ تا ۳۴۸)

اس انقلاب انگیز کتاب کی اشاعت پر جہاں غیر مسلم کیمپ پر کھلبلی مچ گئی اور اُن کے پنڈتوں اور پادریوں پر زلزلہ طاری ہو گیا وہاں لدھیانوی علماء (مولوی محمد صاحب، مولوی عبد اللہ صاحب اور مولوی عبد العزیز صاحبان) نے ۱۳۰۱ھ میں جماعتِ احمدیہ کے قیام سے بھی پانچ سال قبل فتویٰ جڑ دیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں :۔

" چونکہ ہم نے فتویٰ ۱۳۰۱ھ میں مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا جاری کر دیا تھا۔ یہ شخص اور ہم عقیدہ اس کے اہلِ اسلام میں داخل نہیں اور اب بھی ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس کے عقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں شرعاً کافر ہیں۔ خلاصہ مطلب ہماری تحریرات قدیمہ اور جدیدہ کا یہی ہے کہ یہ شخص مرتد ہے اور اہل اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے۔ جیسا کہ ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ اور جو لوگ اس پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں ۔"

(رسالہ اشاعۃ السنہ از چہارم لغایت دوازدہم مطبوعہ ۱۸۹۰ء)

اسی طرح مولوی سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے یہ فتویٰ دیا۔

" کہ اب مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے دجّال کذّاب سے احتراز اختیار کریں اور اس سے دینی معاملات نہ کریں جو اہل اسلام میں باہم ہونے چاہئیں۔ نہ اس کی صحبت اختیار کریں اور نہ اس کو ابتداءً سلام کریں۔ اور نہ اس کو دعوتِ مسنون میں بلاویں اور نہ اس کی دعوت قبول کریں اور نہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں اگر انہیں اعتقادات و

اقوال پر یہ رحلت کرے۔

اور اس فتویٰ کی تصدیق علماء دہلی و آگرہ و حیدر آباد و بنگال نے کی۔

(رسالہ اشاعۃ السنہ صہ ۶ جلد ۱۳) (فتویٰ ۱۸۹۰ء)

اسی طرح مولوی عبد الصمد غزنوی نے لکھا۔

"کہ یہ گمراہ کرنے والا چھپا مرتد ہے بلکہ وہ اپنے شیطان سے زیادہ گمراہ ہے جو اس سے کھیل رہا ہے۔ اگر یہ اپنے اس اعتقاد پر مرجائے تو اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے اور نہ یہ مسلمانوں کی قبروں میں دفن کیا جائے تاکہ اہلِ قبور اس سے ایذا نہ پائیں۔"

(اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ ء ۷ فتویٰ ۱۸۹۲ء)

۱۸۹۳ء میں قاضی عبید اللہ صاحب مدراسی نے یہ فتویٰ دیا کہ:-

"وہ شرع شریف کی رو سے مرتد۔ زندیق و کافر ہے اور بمصداق ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے تیس دجالوں میں سے ایک ہے اور جس نے اس کی تابعداری کی وہ بھی کافر مرتد ہے اور شرعاً مرتد کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور اس کی عورت حرام ہوتی ہے اور اپنی عورت کے ساتھ جو وطی کرے گا سو وہ زنا ہے اور ایسی حالت میں جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ ولد الزنا ہوتی ہے اور مرتد بغیر توبہ کے مرگیا تو اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھنا اور اس کو مقابرِ اہلِ اسلام میں دفن نہیں کرنا بلکہ بغیر غسل و کفن کے کتے کی مانند گڑھے میں ڈال دینا۔"

(فتویٰ در تکفیر منکر عروج جسمی و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام مطبوعہ ۱۳۱۱ھ)

یہ محض فتاویٰ نہیں تھے بلکہ اسلام فروش ملاؤں نے اس پر سادہ مزاج مسلمانوں سے بالجبر عمل کرایا اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور آپ کی جماعت کو غلیظ سے غلیظ تر گالیاں دلوائیں چنانچہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے ایک سابق مرید کا اعترافِ حق ملاحظہ ہو۔ انہوں نے لکھا:-

"جب طائفہ مرزائیہ امرتسر میں بہت ذلیل و خوار ہوئے جمعہ و جماعت

سے نکالے گئے اور جس مسجد میں جمع ہو کر نمازیں پڑھتے تھے اس میں سے بے عزتی
کے ساتھ بدر کئے گئے اور جہاں قیصری باغ میں جمع ہو کر نمازیں پڑھتے تھے وہاں
سے حکماً روکے گئے تو نہایت تنگ ہو کر مرزا قادیانی سے اجازت مانگی کہ مسجد نئی تیار
کریں۔ تب مرزا نے ان کو کہا کہ صبر کرو میں لوگوں سے صلح کرتا ہوں۔ اگر صلح ہو گئی
تو مسجد بنانے کی کچھ حاجت نہیں اور نیز اور بہت قسم کی ذلتیں اُٹھائیں معاملہ و
برتاؤ مسلمانوں سے بند ہو گیا۔ عورتیں منکوحہ ومخطوبہ بوجہ مرزائیت کے چھینی گئیں۔
مُردے ان کے بے تجہیز و تکفین اور بے جنازہ گڑھوں میں دبائے گئے وغیرہ وغیرہ۔
تو کذّاب قادیانی نے یہ اشتہار مصالحت کا دیا۔

(اظہار مخادعت مسیلمہ قادیانی بجواب اشتہار مصالحت پولس ثانی الملقب بہ
کشط الغشاء عن ابصار اہل العمی سنہ ۱۹۰۱ء۔ سنہ ۱۳۱۹ھ)

ان ناقابلِ تردید دستاویزی شہادتوں سے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہو جاتا ہے کہ
کافر گر ملّاؤں نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو شروع دعویٰ ماموریت ہی سے (جبکہ جماعت احمدیہ
کی ابھی بنیاد[1] بھی نہ رکھی گئی) کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دے دیا تھا اور احمدیوں کے جنازہ پڑھنے
اور لڑکیوں کو احمدیوں کے عقد نکاح میں دینے سے منع کر دیا اور آج تک پوری شدت سے اس
پر کاربند ہیں۔ ہم پاکستان سے لے کر یورپ تک کے ملّاؤں کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ مذکورہ بالا
فتاوی علماء سے پہلے کا کوئی ایک فتویٰ پیش کر کے دکھائیں جو حضرت بانی جماعت احمدیہ نے ان
کے خلاف دیا ہو۔؟؟ مگر یاد رکھیں قیامت تک دکھا نہ سکیں گے۔ ؎

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار اُن سے ٭ یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود نے اپنے زمانہ کے علماء کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:۔
"پہلے ان لوگوں نے میرے پر کفر کا فتویٰ تیار کیا اور قریباً دو سو مولوی

---

[1] ۲۳ر مارچ ۱۸۸۹ء مطابق ۲۰ر رجب ۱۳۰۶ھ جماعتِ احمدیہ کی تاریخ بنیاد ہے۔

نے اس پر مُہریں لگائیں اور ہمیں کافر ٹھہرایا گیا۔ اور اُن فتووں میں یہاں تک تشدّد کیا گیا کہ بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ لوگ کفر میں یہود اور نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں اور عام طور پر یہ بھی فتوے دئے کہ ان لوگوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کرنا چاہیئے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ سلام اور مصافحہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اُن کے پیچھے نماز درست نہیں کافر جو ہُوئے۔ بلکہ چاہیئے کہ یہ لوگ مساجد میں داخل نہ ہونے پاویں کیونکہ کافر ہیں۔ مسجدیں ان سے پلید ہو جاتی ہیں۔ اور اگر داخل ہو جائیں تو مسجد کو دھو ڈالنا چاہیئے۔ اور ان کا مال چرانا درست ہے اور یہ لوگ واجب القتل ہیں۔"

" پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمّہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمان اور کلمہ گو کو کافر ٹھہرایا۔ حالانکہ ہماری طرف سے کوئی سبقت نہیں ہوئی۔ خود ہی ان کے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے اور تمام پنجاب اور ہندوستان میں شور ڈالا کہ یہ لوگ کافر ہیں اور نادان لوگ ان فتووں سے ایسے ہم سے متنفّر ہو گئے کہ ہم سے سیدھے مُنہ سے کوئی نرم بات کرنا بھی اُن کے نزدیک گناہ ہو گیا۔ کیا کوئی مولوی یا کوئی اَور مخالف یا سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھہرایا تھا۔ اگر کوئی ایسا کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتوئے کفر سے پہلے شائع ہوا ہے جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہو تو وہ پیش کریں ورنہ خود سوچ لیں کہ یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھہراویں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگاویں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے۔ اس قدر خیانت اور جھوٹ اور خلافِ واقعہ تہمت کس قدر دل آزار ہے۔" (حقیقۃ الوحی صد ۱۲۲ - ۱۲۳)

اس تفصیل سے تین باتیں بالکل نمایاں ہو کر سامنے آجاتی ہیں۔

اوّل یہ کہ عہد حاضر میں جماعت احمدیہ سے بڑھ کر کوئی مظلوم جماعت نہیں ہے۔ فتنہ پرور

ملاّ اُس کے قیام کے پہلے روز ہی سے اس کو اپنے انسانیت سوز فتاوی، مغلظات اور لرزہ خیز تکالیف کا نشانہ بناتے آ رہے ہیں۔

دوم:۔ امتِ محمدیہ کے اکابر صلحاء جنہوں نے مسیح محمدی پر علماء زمانہ کے فتاوی تکفیر کی پیشگوئیاں کی تھیں وہ بلا شک و شبہ پوری ہو چکی ہیں، جو اس بات کا بھاری ثبوت ہے کہ یہ بزرگ واقعی خدا کے برگزیدہ بندے اور اہل اللہ تھے۔

سوم:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عظیم الشان پیشگوئی بھی منصہ شہود پر آ چکی ہے کہ

" عُلَمَاءُ هُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتَنُ وَ فِيْهِمْ تَعُوْدُ "

(مشکوٰۃ شریف کتاب العلم فصل ثالث صفحہ ۳۸)

(ایک زمانہ آئے گا کہ) "علماء" اس امت کے آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ انہیں سے فتنے نکلیں گے اور انہی میں لوٹ جائیں گے۔ مطلب یہ کہ تمام فتنوں کا سرچشمہ اور منبع وہی ہوں گے۔

۴ - قرآن مجید میں بار بار اور تاکیدی ارشاد موجود ہے

من لم یحکم بما انزل اللہ فاولٓئک ھم الکافرون ۔ من لم یحکم بما انزل اللہ فاولٓئک ھم الظالمون ۔ من لم یحکم بما انزل اللہ فاولٓئک ھم الفاسقون۔ (المائدہ ۴۵ - ۴۸)

جو لوگ اس (کلام) کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے فیصلہ نہ کریں تو وہی (حقیقی) کافر ہیں۔ جو لوگ اس (کلام) کے مطابق فیصلہ نہ کریں جو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی (حقیقی) ظالم ہیں۔ جو لوگ اس (کلام) کے مطابق فیصلہ نہ کریں جو اللہ نے اتارا ہے تو وہی (پکّے) باغی ہیں۔

خدا تعالیٰ کے اس صریح اور واضح حکم کے باوجود پاکستان کے کافر گر ملاّؤں نے کتاب اللہ کی بجائے اسمبلی سے احمدیوں کے بارہ میں "فیصلہ" دلوانے کی عالمی سازش کی جو اُن کے لئے شرم

کے مارے ڈوب کر مرجانے کا مقام ہے۔ ناروے کے "خطیبِ ملت" صاحب نے بھی رسالہ "ترجمان اسلام" میں بڑے فخر اور ناز و نخرے سے بار بار اس اسمبلی کا ذکر فرمایا ہے گویا یہ کوئی آسمانی وحی کا مرکز ہے۔

o ہاں یہ وہی اسمبلی ہے جس کے سیاسی اور مذہبی لیڈروں کی نسبت امیر جماعت اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے فیصلہ صادر فرمایا تھا کہ

> " اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی مختلف جماعتیں اسلام کے نام سے کام کر رہی ہیں مگر فی الواقع اسلام کے معیار پر ان کے نظریات مقاصد اور کارناموں کو پرکھا جائے تو سب کی سب جنس کا سد نکلیں گی خواہ مغربی تعلیم و تربیت پائے ہوئے سیاسی لیڈر ہوں یا علماء دین و مفتیان شرع مبین۔ دونوں قسم کے رہنما اپنے نظریہ اور اپنی پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں۔ دونوں حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں ...... ان میں سے کسی کی نظر بھی مسلمان کی نظر نہیں۔ اُولٰئک الذین کفروا بآیات ربّھم۔ ذالک جزاء ھم جھنّم بما کفروا واتخذوا آیاتی ورسلی ھزوا"
>
> (سیاسی کشمکش حصہ سوم ص۳۷)

o یہ وہی اسمبلی ہے جس کو سرکاری اور غیر سرکاری ملّاؤں کی محبوب ضیاء حکومت قرطاسِ اسود میں بدمعاشوں اور غنڈوں اور زانیوں اور شرابیوں اور لوطیوں کی اسمبلی ثابت کر چکے ہیں۔

o یہ وہی اسمبلی ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سپریم کورٹ کے فیصلہ کے خلاف عملاً یہ اعلان کیا کہ آنحضرتؐ نے تہتّر فرقوں میں سے ایک کو ناجی اور صحیح مسلمان فرقہ بتلایا تھا۔ (مشکوٰۃ) مگر یہ فیصلہ معاذ اللہ غلط ہے۔ بہتّر" فرقے پکّے مسلمان مگر ایک فرقہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

اہلِ پاکستان ہی نہیں دنیا بھر کی ملت اسلامیہ یہ پوچھنے کا حق رکھتی ہے کہ حکومت پاکستان احمدیوں کی مخالفت میں کروڑوں روپے جو عوام کے خون پسینہ کی کمائی ہے کیوں بے دردی سے پانی کی طرح بہا رہی ہے۔ وہ مسلمانوں کا خون چُوسنے اور اسلام اور مسلمانوں کو غیر مسلم دنیا میں

بدنام کرنے کی بجائے ۱۹۷۴ء کی اسمبلی کی پوری کارروائی کیوں منظر عام پر نہیں لاتی۔ ضیاء حکومت کے پاس فوج ہے، وسیع خزانہ ہے، ملّاؤں کا لشکر ہے، غیر مسلم طاقتیں پشت پناہ ہیں پھر ڈر کس کا ہے اور کیوں اس کی اشاعت کے تصوّر سے اقتدار کے در و دیوار لرز رہے ہیں اور زر خرید ملّاؤں پر کپکپی طاری ہے۔ کیا یہ تو ڈر نہیں کہ اگر یہ پوری کارروائی بلا کم و کاست ملتِ اسلامیہ کے سامنے شائع کر دی گئی تو آدھا پاکستان احمدی ہو جائے گا۔ ع

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں:-

"بالآخر پھر مَیں عامہ ناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جلّشانہٗ کی قسم ہے کہ مَیں کافر نہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرا عقیدہ ہے اور لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ مَیں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اُس کی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اُس کو پُوچھا جائے گا۔ مَیں اللہ جلّشانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اِس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلّہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلّہ میں تو بفضلہ تعالیٰ یہی پلّہ بھاری ہوگا۔" (کرامات الصادقین ص۲۵)

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

قوم کے ظلم سے تنگ آکے مِرے پیارے آج

شورِ محشر ترے کُوچہ میں مچایا ہم نے

کافر و مُلحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں

نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے

تیرے مُنہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد

تیری خاطر سے یہ سب بار اُٹھایا ہم نے

"ہم مسلمان ہیں۔ خدائے واحد لاشریک پر ایمان لاتے ہیں اور کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے قائل ہیں۔ اور خدا کی کتاب قرآن اور اُس کے رسول مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو جو خَاتَمُ الْاَنْبِیَاء ہے مانتے ہیں۔ اور فرشتوں اور یوم البعث اور دوزخ اور بہشت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے ہیں اور اہلِ قبلہ ہیں اور جو کچھ خدا اور رسولؐ نے حرام کیا، اُس کو حرام سمجھتے ہیں اور جو کچھ حلال کیا اُس کو حلال قرار دیتے ہیں۔ اور نہ ہم شریعت میں کچھ بڑھاتے اور نہ کم کرتے ہیں اور ایک ذرہ کی کمی بیشی نہیں کرتے اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں پہنچا اُس کو قبول کرتے ہیں چاہے ہم اُس کو سمجھیں یا اس کے بھید کو سمجھ نہ سکیں اور اُس کی حقیقت تک پہنچ نہ سکیں اور ہم اللہ کے فضل سے مؤمن موحِد مسلم ہیں۔"

(نور الحق جزء اوّل صفحہ ۵)

"میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اور میری جماعت مسلمان ہے اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ کریم پر اسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح پر ایک سچے مسلمان کو لانا چاہیے۔ میں ایک ذرّہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جس قدر تقرب اِلی اللہ پا سکتا ہے وہ صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے، ورنہ نہیں۔ آپ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں۔"

(لیکچر لدھیانہ صفحہ ۱۲۔ ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۲۴ و ۲۲۵)